قیمت سالانہ ۳ روپے
رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۲- جون ۱۹۱۷ء | نمبر ۲۵

گلدستۂ اخبار

ہماری سرکار کو سینس پر جو فتح ہوئی ہے۔ اس کو جرمن نے بھی ایک شاندار برٹش کامیابی تسلیم کر لیا ہے۔

جرمن سینس کے جنگ میں برٹش توپخانہ کی بھی تعریفیں کرتے ہیں۔

آسٹریا کی صلح کے ایلچی اب اسکو میں ہیں سائبیریا میں جلاوطن ہونے کو جا رہے ہیں۔

جنگی جہازوں نے بحر قلزم کے ساحل پر قلعہ سلیف کو صرف تین گھنٹوں کی لڑائی کے بعد فتح کر لیا۔

قلعہ سلیف کے جنگ میں ہماری سرکار نے ۴۰۹ آدمی تین کلمہ تجیب - دو بھاری توپیں اونٹ اور دیگر سامان جنگ لے لیا۔

یوفا کے مسٹر ڈی ای رلیسن اور مسٹر اس کے مسٹر ایس۔ آر۔ ساؤ و کیمبرج رینگلر امتحان میں پاس ہو گئے ہیں۔

جان کیپر جو نگہ ڈنمارک کے وزیر جنگ مقرر ہوئے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۱۰ جون میں فرانسیسی بندرگاہوں میں ۹۳۴ تجارتی جہاز آئے اور ۱۰۱۵ روانہ ہوئے۔

شاہ یونان نے بھی تخت چھوڑ دیا ہے۔ اور تخت اپنے بیٹے الکزنڈر کے سپرد کر دیا ہے۔

بادشاہ معہ شاہی خاندان کے بڑے اس کے ساتھ ایک برٹش جہاز پر سوار ہو کر اپنی معین جگہ کو روانہ ہو گیا ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ نے آئرلینڈ کے تمام پولٹیکل قیدیوں کو بلا استثنا آزاد کر دیا ہے۔

جرمنی میں روز ماہ کے اندر جنگلوں میں بیس آتشزدگیاں ہوئیں

یونانی گورنمنٹ کے - ایم ریبالی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تا وقتیکہ موجودہ مطلق العنان

حکومت جسکو ابھی ایک مہلک زخم لگائی گئی ہے نیست و نابود نہ ہو جاوے۔ تب تک صلح ناممکن ہے۔

امریکہ کی کونسل آف نیشنل ڈیفنس نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک لاکھ ہوائی جہاز فوراً تیار کئے جاویں۔

ملک معظم اور ملکہ نے حال ہی میں لندن کے کارخانہ جہازات اور سامان جنگ کا معائنہ کیا۔

وادی ٹیر میں جو جرمن قیدی تھے انہوں نے ورزمجیٹیز کو چیر دیئے۔

لکھنؤ کے لشپ صاحب نے کانپور کے پادری ڈی اے کینی صاحب کو کشمیر کا چیپلین مقرر کیا ہے۔

پادری کینی صاحب موصوف صرف نصف سال تک وہاں کے چیپلین رہیں گے۔

ان کے بعد دہلی کے پادری ایچ ٹی ریڈ صاحب مقرر ہوں گے۔

تار برقیات

جرمنی اور صلح کی کوشش

لندن ۱۶ جون بسٹاکہالم میں صلح کی بابت جرمن سوشیالسٹوں کے ایلچیوں کے بیان کی پوری رپورٹ شایع ہو گئی ہے۔ "کوئی الحاق نہیں" اور کوئی تاوان جنگ نہیں کے مقولہ کے تکرار کے بعد اس بیان میں ذکر ہوا ہے کہ الحاق کی تردید سے مراد مفتوحہ آبادیات کی بحالی کا مطالبہ ہے۔ اس میں نقصان رسیدہ علاقہ کے معاوضہ کے خیال کی بھی تردید ہے۔ اور یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ السس لورین جرمن ایمپائر کا ایک آزاد ممبر بنایا جائے اس بیان میں عہد بات جنگ کی تحدید۔ بین الاقوامی پنچایت کی ضرورت اور اس امر کی بھی تائید کی گئی ہے کہ جنگ کے بعد کوئی تجارتی جنگ نہ ہو آخر کار۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نو آبادیات کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے۔ اور محافظتی محاصل کا انسداد کیا جاوے

ایضاً ۱۸ جون۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جرمنی نے "کوئی الحاق نہیں" اور "کوئی تاوان جنگ نہیں"۔ کے مقولات کو تسلیم کرنے کی جانب تیزی سے ترقی کی ہے۔ مگر اس امر کا کوئی یقین نہیں ہے کہ آیا اس کا استعمال صرف روس ہی کے ساتھ ہے۔ مگر جرمن اخبار "وور ویرٹس" جو جرمن گورنمنٹ کے اثرات کے اندر ہے کسی پائمال کر ڈالنے والی صلح کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ امر لازمی ہے کہ تمام اصحاب میں سے کسی پر ناقابل برداشت حالت پیدا کی جائے۔ مگر لندن میں اور اتحادی ممالک میں اس امر کا بڑا اطمینان پایا جاتا ہے۔ کہ روسی گورنمنٹ نے گریم کو دسمس کر دیا ہے۔ اور کہ مزدوروں اور جنگی سپاہیوں کے ایلچیوں کی کونسل کے اس عمل کو گورنمنٹ نے قبول کر لیا ہے۔ اس سے اور جدا گانہ صلح کے اقرار نامہ کو روسی گورنمنٹ کے رد کر دینے سے کہ مجوزہ اتحادی کانفرنس کے درمیان یہ امر معرض بحث میں لایا جائے۔ لندن اور پیرس میں بڑا اطمینان پیدا ہو گیا ہے۔

برٹش علاقہ

لندن ۱۹ جون۔ سر ڈگلس ہیگ مظہر ہے کہ دریائے سوم کی جنگ کی وجہ سے دشمن جو اوپنے انکر کے علاقہ میں تھا انکر اور سکارپی دریاؤں کے درمیانی وادی میں پیچھے ہٹا دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ممکن تھا کہ شمیل شاخ کوہ کے سامنے انگریزی فوجیں اور زیادہ آگے بڑھ جائیں گی۔ چنانچہ ۱۸ نومبر کو ہمیں اور گرانڈ کورٹ کی وادی کے حفاظتی مورچوں پر ایک حملہ کیا گیا تھا جس کا منشا یہ تھا کہ ہے ٹرانسلوئی کلوبار کے سامنے ایسی جگہ تک پہنچ جائیں جہاں مقام کر سکیں۔ پانچ ہزار گز کے عمدہ اور مفید مورچے لے گئے تھے۔ مگر موسم کی مخالفت کے سبب سے لڑائیاں نہ ہو سکیں۔ مگر جنوری میں کل شاخ کوہ پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔ اور ہم گرانڈ کورٹ تک ایک ہزار گز آگے بڑھ گئے تھے جس میں پیادہ فوج اور توپ خانہ کے درمیان بڑی نزدیکی اور بہ بہ ہنر جنگجوں اور ہوائی جہازوں کے قابل تحسین کام کے سبب ہمارا نقصان بہت ہی کم ہوا۔ اس سطح مرتفع پر ہمارا قبضہ ہو جانے کے سبب سے توپ خانہ کے سامنے وسیع میدان کھل گیا تھا اور موسم زور ہی پر جو کامیابیاں ہوئیں تھیں انکر کے شمال میں جو جرمن دوسری لائن تھیں اس کے ایک خاص خطوط پر ہم نے قبضہ کر لیا جس کے سبب سے گرانڈ کورٹ کو خالی کر دینا ایک امر محال ہو گیا تھا۔ دوسرا کام ہمارا یہ تھا کہ ہیو کورٹ سے دشمن کو بھگا دیں جس کا آغاز۔ اکتوبر میں پہونچا۔

ایضاً ۱۹ جون سترے پہاڑی کے جنوبی دامن میں جو پندرہ سو فٹ کی خندقیں واقع تھیں ان پر بھی ہمارا قبضہ ہو گیا اور اس سے سترے گاؤں دشمن کا خاص مسکن بن گیا۔ اور وادی سے انکر پر ہماری پیشقدمی لازمی ہو گئی۔ اس لئے مورول شمپل کی شمالی حد کو قبضہ میں لے لینے کی غرض سے جنگ وسیع پیمانہ پر جاری ہو گئی جو پیس اور میرومانٹ کے جنوبی وسط بو کے مقابل میں ہے اور بالائی انکر وادی کا نظارہ وہاں سے ہو سکتا ہے۔

فرانسیسی محاذ

لندن ۱۹ جون۔ گزشتہ شب کا فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے کہ علاقہ لفاکس میں اور شمپین پر۔ اور قطعہ دائرہ کراؤن فیمیو را کس میں خاصی گولہ باری ہوتی رہی۔ ہم نے شامپین میں پانچ سو میٹر کے محاذ پر خندقوں کا ایک سلسلہ لے لیا۔ اور چالیس آدمی قید کر لئے۔ اس سہ پہر کا فرانسیسی مراسلہ راوی ہے کہ مونٹ کار نیلیٹ اور مونٹ بلونڈ کے درمیان جانبین سے سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ جس مورچہ پر ہم نے کل قبضہ کر لیا تھا دشمن نے اس پر بالمقابل حملہ کیا جس کو ہم نے شکست کر دیا۔ اس علاقہ میں دشمن کا بہت ہی نقصان ہوا۔ اس کے علاوہ بہت سے آدمی گرفتار کر لئے۔ ریمز پر جرمن برابر گولہ باری کر رہے ہیں۔ آج شہر میں دو ہزار گولے پھینکے گئے جن سے ایک سویلین ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

دنیا میں نیکی اور بدی کی آمیزش

(۲)

گذشتہ ہفتہ میں ہم نے انسان کے اندر نیکی اور بدی کے بارے میں جو دو قیاس ذکر کئے تھے۔ اُن کی بنیاد اس افتراق مسئلہ پر ہے کہ انسان (طبیعت سے) یا تو اخلاقاً نیک ہے یا اخلاقاً بد۔ مگر فوراً ہی ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا یہ افتراق درست ہے؟ اور کیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انسان طبیعت سے نہ بھلا ہے نہ بُرا؟ یا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بھلا اور بُرا ہر دو ہے؟ یعنی کچھ تو وہ نیک ہے اور کچھ بد۔ ان دو منتہیات کے وسط کو تجربہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن عام طور پر بھی اور وسیع اخلاق کو مدنظر رکھتے ہوئے تسلیم کر لینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی کوئی درمیانی حالت خواہ عمل ہو خواہ انسانی خصلت میں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے شک اور شبہ سے کسی قسم کی تعیین و تحدید باقی ہی نہیں رہتی۔

اگر ہم الجبرے کے قاعدے کے مطابق فرض کریں کہ نیکی = ۱+ تو اس کا بالمقابل بدی = ۱- کے اور اگر ہم ان دونوں مقداروں کو باہم جمع کریں تو نتیجہ یا حاصل جمع صفر ہوگا۔ (مثلاً ۱+ -۱ = ۰) اسی طرح اگر ہم راحت اور رنج کا اندازہ لگائیں جو نیکی اور بدی کے نتائج ہیں تو بھی نتیجہ نفی ہوگا۔ (مثلاً اگر ۱+ راحت اور رنج = ۱- تو ان کی حاصل جمع ۱+ -۱ = ۰ ہوگی)۔ اور اگر اخلاقی شریعت ہماری نفسانی انتخابی مرضی کا منبع نہ ہو تو اخلاقی نیکی یعنی مرضی کا شریعت کے ساتھ بالکل مطابق ہونا مساوی ہوگا ۱ کے۔ اور اخلاقی بُرائی مساوی ہوگی صفر کے۔ اور اگر ان دونوں مقداروں کو ضرب دیا جائے (۱ × ۰ = ۰) تو نتیجہ صفر ہوگا۔ پس نیکی اور بدی یا نیک و بد خصلت کے درمیان کوئی ایسی حد اوسط نہ ہوگی جس سے افعال کے اخلاق کی تعیین اور تحدید کی جا سکے گی۔ کوئی ایسا فعل جو اخلاقاً نہ نیک ہو نہ بد وہ ایسا فعل تو ہو سکتا ہے جو صرف طبعی قوا ہی سے پیدا ہو۔ مگر اخلاقی شریعت کے ساتھ اُس کا کچھ تعلق نہ ہوگا۔ کیونکہ اخلاقی شریعت آزادگی کی شریعت ہے۔ اس صورت میں وہ انسان کا کوئی کام نہ ہوگا جس کا تعلق امر اور نہی سے ہوا کرتا ہے۔ اور نہ ہی وہ عدالتی حکم ہوگا جس کی تعمیل یا خلاف ورزی لازمی ہے۔

جو لوگ اس رائے کو تسلیم کرتے ہیں کہ نیکی اور بدی کے درمیان کوئی حد اوسط نہیں ہے۔ وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ نیکی اور بدی کے درمیان انتخاب کرنے والی مرضی کی آزادگی کا خاصہ یہ ہے کہ کسی منبع یا چشمہ کے ذریعہ سے فعل کی تعیین و تحدید نہیں کی جا سکتی مگر صرف اُس حد تک کہ آدمی اُس تعیین کو اپنا ہی برتن بنائے یعنی اس کو اپنے چال چلن کا عالمگیر قاعدہ بنائے۔ اور صرف اسی صورت میں وہ مخرج یا منبع خواہ کوئی کیوں نہ ہو انسان کی آزاد مرضی کی خود مختاری کا ہمعصر ہوگا۔ عقل سلیم کی نظروں میں اخلاقی شریعت ہی وہ چشمہ ہے اور جو شخص اس کو اپنا قاعدہ بنا لیتا ہے وہی اخلاقاً نیک ہے۔ پس اگر شریعت یا قانون انسان کی انتخاب کرنے والی مرضی یعنی آزادگی بلحاظ کسی فعل کے جس کا اُس کے ساتھ تعلق ہے۔ تعیین یا تحدید نہ کرے تو ایک بالمقابل منبع کا اثر اُس کی نیکی اور بدی کے درمیان انتخاب کرنے والی مرضی پر بالضرور ہوگا اور چونکہ ہم تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ یہ اثر اُسی وقت ہوتا ہے جب آدمی اُس منبع کو اپنا قاعدہ بنا لیتا ہے۔ اور اخلاقی شریعت سے پہلو تہی کرتا ہے۔ اور وہ بُرا آدمی بنتا ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کا مزاج بلحاظ اخلاقی شریعت کے بے لگاؤ نہیں رہتا اور ہمیشہ یا تو نیک ہوگا یا بد۔

مسیح خداوند کا علانیہ اقرار کرنا

مبشران انجیل کا عام قاعدہ یہ ہے کہ وہ غیر مسیحیوں کو جو مسیح خداوند پر ایمان لانے کو تیار ہوتے ہیں اس آیت کی طرف اکثر رجوع کرایا کرتے ہیں کہ جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُس کا اقرار کرونگا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا انکار کرونگا" (متی ۱۰-۳۲ و ۳۳) ایک امریکن مسیحی اخبار کانٹی نینٹ مورخہ ۱۹ اپریل صفحہ ۴۹۱ میں یوں رائے زنی کرتا ہے کہ اگر ہم اس باب کا تھوڑا سا بھی بغور مطالعہ کریں تو فوراً واضح ہو جائیگا کہ یہ پاک کلام کا غلط استعمال ہے۔ یہ سارا باب بارہ شاگردوں کے ساتھ مسیح کا کلام ہے جبکہ وہ شفا بخشنے اور منادی کرنے کے لئے بھیجے جا رہے تھے۔ اس طرح یہ پیغام در اصل خادمان دین کو دیا گیا تھا۔ ہدایت یہ ہے کہ "جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور روح کو قتل نہیں کر سکتے اُن سے نہ ڈرو" جس سے اشارہ اُن ایذا رسانیوں کی جانب ہے جن کے وہ متحمل ہونے والے تھے۔ ان آیات میں اُن خطرات سے مشنریوں کو آگاہی دی گئی ہے۔ جن میں وہ پڑنے والے تھے۔ اور اُنہیں سے

کہا گیا ہے۔ کہ ایسے وقت میں مسیح کا اقرار کرنا ضروری ہے اور کلیسیا میں کسی کے داخل ہونے سے اس کو کچھ سروکار نہیں۔ ظاہر ہے کہ یسوع ان لوگوں سے کلام کر رہا تھا جو کلیسیا میں شریک ہو چکے تھے۔ اور اس میں لیڈ تھے"

لیکن شاید ایسی رائے انجیل شریف کے اس مقام کی بابت رکھنے والا پولس رسول کے اس کلیہ قاعدہ کو بھول گیا تھا۔ کہ اگر تو اپنی زبان سے یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے۔ کہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا تو تو نجات پائیگا۔ (رومی ۱۰: ۹، ۱۰) اور جب کلیسیا کے ممبروں اور لیڈروں کے لئے یہ حکم ہے تو کتنا زیادہ ان کے لئے ضروری ہوگا جنہوں نے کلیسیا کے ممبر اور لیڈر بننا ہے۔ کیا جو باتیں رسولوں پر فرض تھیں وہی بات کلیسیا میں داخل ہونے والوں پر فرض نہیں؟ اگر کلیسیا کے ممبر آدمیوں کے سامنے یسوع کا اقرار نہ کریں تو کیا انکار کریں؟ ہرگز نہیں۔ ہماری رائے میں یہ امریکن رائے درست نہیں ہے۔

مہاراجہ بیکانیر اور سر ایس پی سنہا کے خیالات۔

مہاراجہ بیکانیر نے بمبئی میں ایک اخباری نامہ نگار سے فرمایا کہ جنگ کی وجہ سے برطانیہ اور ہندوستان نزدیک تر ہوگئے ہیں۔ ہندوستان کی شاندار حب الوطنی اور اس کے بہادر فرزندوں کی بہادری نے ہندوستان کے متعلق ہر ایک بات برطانیہ پر ظاہر کر دی ہے۔ اور انگلینڈ میں ہندوستان کے لئے ہمدردی کا اظہار ہو رہا ہے۔ جب جنگ کامیابی کے ساتھ ختم ہو جائے گا تو مناسب وقت پر یہ ہمدردی جابجا عمل پیدا کر سکیگی۔ نوآبادیوں کے وزیروں نے ہندوستان سے بڑی ہمدردی ظاہر کی ہے۔

سر ایس۔ پی سنہا نے کہا کہ مجھے ہندوستان کا مستقبل شاندار نظر آتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے قائمقاموں اور نوآبادیوں کے نمائندوں میں گہری ہمدردی اور دوستی قائم رہی۔ آپ نے اُن ہندوستانیوں کے متعلق جو نوآبادیوں میں رہتے ہیں فرمایا کہ ہندوستانی نمائندوں کے جانے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ نوآبادیوں کے قائمقاموں نے اس اہم معاملہ پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ کانفرنس میں جو بحث مباحثے ہوتے رہے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشکلات ایک بڑی حد تک دور ہو جائیں گی۔ اگرچہ بالکل رفع نہ ہوں گی۔ لیکن ہاں اگر یہ کانفرنسیں ہوتی رہیں تو تمام مشکلات بھی دور ہو سکتی ہیں۔

آئی۔ ایس۔ ایس۔ یو آل انڈیا سکریچر اگزامینیشن

پادری بی آر برجز صاحب جنرل سکرٹری آئی۔ ایس۔ ایس۔ یو جبلپور سے لکھتے ہیں۔ کہیں بھول نہ جانا۔ مذکورہ بالا امتحانات ذیل کی تاریخوں پر ہونگے جولائی ۱۲۔ ستمبر ۱۵۔ نومبر ۱۷ اور یہ ذکریں۔ سی۔ او۔ ایف نمبر ۲۰ سنٹرل آفس جبلپور سے تمام حالات فوراً دریافت کریں۔ لفافہ سرنامہ بمعہ ایک آنہ کے ٹکٹ کے روانہ فرما دیں۔ تمام ضروری امور سے آگاہی دی جاویگی۔ جس مقام اور زبان میں ضرورت ہوگی وہاں اور اسی زبان میں امتحان ہو سکتا ہے دیر نہ کریں فوراً لکھیں۔ جواب بلا توقف دیا جائیگا۔

جرمن کی تہذیب اور طرزِ عمل

اہل جرمن دنیا کی مہذب اور شائستہ قوموں میں سے ایک قوم تصور ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ کسی بات میں بھی دنیا کی کسی قوم کو اپنے برابر نہیں سمجھتے۔ لیکن موجودہ جنگ نے حقیقت پر سے پردہ اٹھا دیا ہے اور اصل حالات سے دنیا بخوبی آگاہ ہو گئی ہے چنانچہ امریکن سفیر مقیمی برلن مسٹر گیرارڈ نے امریکہ واپس آکر انگریزی قیدیوں کے ساتھ جرمنوں کی بدسلوکی کے جو دردناک اور ناقابل شرم حالات بیان کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم نے انگریزی قیدیوں کے ساتھ کیسے وحشیانہ سلوک کئے ہیں۔ سفیر مذکورہ کا اپنا چشم دید بیان ہے کہ چھوٹے چھوٹے جرمن بچے تیر کمان ہاتھ میں لیکر قیدیوں کے خیموں میں جاتے اور ان پر نشانہ بازی کی مشق کرتے ہیں۔ جرمنوں نے کتوں کو سکھا رکھا ہے کہ وہ انگریزی قیدیوں پر حملہ کریں۔ جرمن محافظ جب ایسے کتوں کو ساتھ لے کر قیدیوں کے کیمپوں میں جاتے ہیں تو یہ کتے انگریز قیدیوں پر ضروری حملہ کرتے ہیں۔ مسٹر گیرارڈ لکھتے ہیں کہ میں نے ایسے سلوکوں کے خلاف برلن میں پروٹسٹ کیا۔ مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے اس کیمپ کے محافظ سے کہا کہ آئندہ میں اپنے ساتھ پستول لایا کرونگا۔ اور ان کتوں کو مار دونگا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ محافظ وہاں سے تبدیل کر دیا گیا۔

امریکہ میں مستورات کی جدوجہد

امریکہ کی مستورات نے اپنی روحانی ترقی بڑھانے میں وہ جدوجہد کی ہے۔ اور اب تک کر رہی ہیں کہ جو اس ملک کی تاریخ کے بڑے بڑے امور میں سے ایک ہے۔ اسی جدوجہد سے وہاں کی عورتوں نے بے انصافی اور سوسائٹی کے تعصب کو پامال کر دیا۔ اگرچہ ابھی

اپنے نصب العین کی تحصیل کی راہ میں بارہا مشکلات اور سدراہ رکاوٹوں کا سخت سامنا کرنا پڑا ہے۔ تو بھی وہ ہار نہیں گئیں۔ بلکہ مستقل مزاجی اور صبر اور دانائی کے ساتھ ہر مخالفت کا مقابلہ کرتی رہتی ہیں۔ ڈاکٹر کینسو دیوجی شاستری مقیمی امریکہ نے کانپور گزٹ میں ایک مضمون اسی قسم کا شائع کروایا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ مجھے اکثر مقامات پر عورتوں کے کلبوں میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں عورتیں ایسی ملتی ہیں جو ملک ملک کے حالات جاننے کی خواہش سے وہاں سیر کے لئے جاتیں۔ اور وہاں کے لوگوں کی طرز معاشرت کا پتہ لگاتی ہیں۔ اُن کا پختہ یقین ہے کہ جو حقوق اُنہوں نے حاصل کئے ہیں وقت آرہا ہے کہ دیگر ممالک کی عورتیں بھی وہی حقوق حاصل کریں گی۔ اُن کے سامنے ابھی بہت سے حقوق حاصل کرنے کے لئے پڑے ہیں۔ بڑے بڑے رفیع المراتب مسائل ان کے زیر نظر ہیں۔ وہ خیال کرتی ہیں کہ ابھی اور ہزاروں جنگ اپنے حقوق حاصل کرنے کی غرض سے مردوں کے ساتھ کرنے ہوں گے عورتیں آجکل اپنی آزادی حاصل کرنے میں محو ہیں درحقیقت اُن کی آتما دیگر ممالک کی عورتوں کے مقابلہ میں بہت ہی بلند ہے اور اس بلندی کے ساتھ ساتھ ہی اُن کی بلند حوصلگی اور علو ہمتی کی صدا سارے ملک میں گونج رہی ہے۔

کاشکہ ہمارے ملک کی خواتین بھی امریکہ کی خواتین سے سبق حاصل کریں۔ اور ہر کام میں مستقل مزاجی اور مضبوطی سے عمل کریں۔ ہمت نہ ہاریں۔ اور اپنی روحانی طاقتوں کو خوب بڑھائیں بیشک عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔

نور افشاں کے لئے [illegible]

قیصر جرمنی کی تقریر

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ قیصر جرمن نے محاذ پر اس کی فوجوں کو مخاطب کرتے ہوئے بیان کیا کہ دشمن جرمنی کی طاقت کو اپنے بے شمار جنگی سامان سے توڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ شریف دماغ رکھنے والے جرمن فرانسیسیوں کے مقصد کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ لیکن انگریز صرف اپنی طاقت بڑھانے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ جرمنی ایک مقدس جنگ کر رہا ہے۔ چاہے اس میں کتنا ہی وقت کیوں نہ صرف ہو۔ جرمن قوم اپنی فوجوں کے ساتھ ہر خطرہ اور مصیبت میں حصہ لینے کو تیار ہے۔ اسی سلسلہ میں رائٹر کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ قیصر جرمنی نے اپنی فوجوں کو یہ کہا ہے۔ کہ وہ انگریزوں کو دل سے نفرت کریں۔ اور آئندہ کسی قیدی سے رحیمانہ برتاؤ نہ کیا جائے۔ قیصر کے اس کے اس غصہ کی بڑی وجہ یہ ہے کہ برطانیہ نے صلح کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان بی۔ اے کا نتیجہ

پنجاب کے حسب ذیل کالجوں میں سے جو پاس ہوئے ہیں اُن کی تعداد یہ ہے۔ ہندو کالج دہلی سے ہندو ۵ مسلمان کوئی نہیں۔ مشن کالج دہلی سے ہندو ۲۸ مسلمان ۵ خالصہ کالج امرتسر سے ہندو ۲۸۔ مسلمان ۵۔ دیانند کالج لاہور سے ہندو ۸۶ مسلمان کوئی نہیں۔ دیال سنگھ کالج لاہور سے ہندو ۹ مسلمان ۴۔ مشن کالج لاہور سے ہندو ۷ مسلمان ۱۲ عیسائی ۹ گورنمنٹ کالج لاہور۔ ہندو ۲۷ مسلمان ۲۶ اسلامیہ کالج لاہور سے ہندو صفر مسلمان ۴۲۔ مشن کالج سیالکوٹ سے ہندو ۴ مسلمان ۹ مشن کالج راولپنڈی سے ہندو ۶ مسلمان ۲ عیسائی ۱ مشن کالج پشاور ہندو ۴ مسلمان صفر اسلامیہ کالج پشاور ہندو صفر مسلمان ۲ پرنس آف ویلز کالج جموں سے ہندو ۲ مسلمان ۳۔ سری پرتاپ کالج ہندو ۲۲ مسلمان۔ مہندر کالج پٹیالہ ہندو ۱۸ مسلمان ۵ پرائیویٹ طلبہ میں سے ہندو ۴۹ مسلمان ۲۳۔ عیسائی ۱۔

دو پیارے بھائیوں کی حیرت انگیز اور رقت خیز وفات

پنجاب گزٹ گوجرانوالہ کے حوالہ سے ہمعصر اخبار عام لاہور سے راوی ہے۔ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] ضلع گجرات پنجاب کے ماسٹر تیرتھ سنگھ کا بڑا بیٹا بھائی سنتوکھ سنگھ جو خالصہ کالج امرتسر کی فورتھ ایر کلاس میں پڑھا کرتا تھا بیماری کی چھٹی لے کر گھر آیا۔ جہاں اُس کا چھوٹا بھائی امولک سنگھ مڈل کلاس میں تعلیم پاتا تھا۔ بڑے بھائی کی حالت غیر دیکھ کر ایک دن چھوٹے بھائی نے دھرمسالہ میں جاکر ایشور کے آگے پرارتھنا کی کہ اُس کی بیماری مجھے اور میری تندرستی اُسے نصیب ہو جائے پرماتما کے حضور میں یہ دعا مقبول ہو گئی۔ اور آناً فاناً امولک سنگھ بیماری کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا گیا۔ مگر چھوٹے بھائی کی موت کے بعد بڑے بھائی کو اپنی زندگی دوبھر معلوم ہونے لگی جونہی کہ گھر کے لوگ امولک سنگھ کا مردہ سنسکار کرکے واپس آئے اُنہوں نے دیکھا کہ سنتوکھ سنگھ کی حالت بھی بگڑ چکی ہے۔ چنانچہ چند گھنٹوں کے بعد اُس کی روح بھی قفس عنصری

سے بیروا ہو گئی۔ افسوس! صد افسوس!!

گورودکل کانگڑی کے مکھیہ ادھشٹھاتا

ہمارے ناظرین اس امر سے واقف ہونگے کہ لالہ منشی رام جی سنیاس دھار لیا ہے۔ اور گورودکل کانگڑی کو چھوڑ چکے ہیں۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ایک عرصہ کے غور و فکر کے بعد آریہ پرتی ندھی سبھا کے پریذیڈنٹ لالہ رام کرشن جی کو گورودکل کا مکھیہ ادھشٹھاتا مقرر کر دیا ہے۔ ان صاحب کو اگرچہ ویسی شہرت حاصل نہیں جیسی کہ لالہ منشی رام جی کو تھی تاہم وہ آریہ سماج کے بڑے ہتیشی ہیں امید ہے کہ جب وہ اس کام میں پڑ جائیں گے۔ اور کام کا تجربہ بخوبی ہو جائیگا تو ان کو بھی وہی شہرت ملجاوے گی جو سابق مکھیہ ادھشٹھاتا کو نصیب تھی

روزمرہ کی گھروں کی ضروریات کی نمائش

اب جبکہ جنگ کی وجہ سے انگلستان سے اشیاء خوردنی و فیشن وغیرہ میں بہت ہی تنگی ہوگئی ہے تو بمبئی احاطہ کے وار اینڈ ریلیف فنڈ کی ویمنس برانچ کیجانب سے بمبئی میں ایک نمائش قائم کی گئی ہے۔ جو ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء کے لگ بھگ کسی دن ہوگی۔ اس کے پریذیڈنٹ ہز ایکسیلنسی دی لیڈی ولنگڈن سی آئی ہیں اور آنریری سکرٹری مسٹر جے اے جیکسن صاحب بہادر ہیں۔ اس نمائش کے مدعا یہ ہیں (۱) ہندوستانی صنعت و حرفت کو زیادہ توسیع دینا اور یہ بتا کر ہندوستانی تجارتوں کو ترقی دینا کہ اس ملک کی کون کون سی پیداوار کہاں کہاں سے مل سکتی ہیں (۲) برطانیہ عظمی اور اس کے اتحادیوں کے ہاں سے جو چیزیں یہاں آیا کرتی تھیں اُن کی مانگ کو کم کرنا (۳) مال کو بحری غرقابی سے بچانا (۴) لوگوں کو بیرونجات کی درآمد پر بہت کم بھروسہ کرنے کے قابل بنانا خصوصاً ان ایام جنگ میں (۵) ایام جنگ میں گھربار کی مشکلات کو کم کرنا۔

یہ تجویز ہوئی ہے کہ اس نمائش میں اس قسم کی چیزیں دکھائی جائیں۔ مثلاً ٹینوں میں بند گوشت۔ چٹنیاں۔ چینی۔ سور کا گوشت۔ صابون۔ دن کے کھانے پر کی اشیاء خوردنی۔ مربے۔ محفوظ پھل۔ اچار۔ چاکلیٹس۔ چائے کافی۔ بیئر اور دیگر مشروبات مکھن۔ پنیر اور دیگر گھروں کی اشیاء ضروریات۔ مثلاً کتان۔ شیشے اور چینی وغیرہ کے برتن۔ برش اور جھاڑو وغیرہ۔ جو لوگ اپنی تیار کردہ اشیاء برائے نمائش بھیجنا چاہیں وہ ذیل کے پتہ پر آنریری سکرٹری صاحب سے درخواست کریں۔ پتہ یہ ہے۔ ویمنس برانچ بمبئی پریذیڈنسی وار اینڈ ریلیف فنڈ میو روڈ بمبئی۔

میرزا امیرحسین صاحب

گزشتہ ہفتہ میں ہم نے میرزا امیرحسن صاحب کے بارے میں لکھا تھا کہ بعض بھائی ہم سے زبانی یا بذریعہ خطوط اُنکی بابت دریافت کرتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں کیسے ہیں؟ اُن کی کیا حالت ہے؟ سو واضح رہے کہ خود اُنکی بیوی صاحبہ ہی کا خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی یورپین لیڈی سے شادی کر لی ہے اور دونوں میاں بیوی بدستور سابق خدا کے کلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس ہفتہ عدم گنجائش کیوجہ سے وہ خط درج اخبار نہیں ہو سکا آپکا خط اجمیر سے آیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مولوی صاحب کے بٹیمن آباد میں مشرف بہ مسیحیت ہونے کا دلچسپ اور مفید مضمون بھی آیا ہے۔ وہ بھی عدم گنجائش کی وجہ سے اگلے ہفتے شائع ہوگا۔ سو تم صاحبان معذور فرمائیں۔

میڈیکل لائن میں اعلیٰ عہدہ

ڈاکٹر جے۔ بی۔ لال صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھ کو معلوم ہے آج تک اسسٹنٹ ڈائرکٹر میڈیکل سروس کی خدمت میں میرے مہربان و کرم فرما ڈاکٹر بھولا ناتھ صاحب ہندوستانی ہی پہلے ہیں کہ جن کو ہماری سرکار انگلشیہ نے اس عہدہ پر سرفراز فرمایا ہے۔ یہ سرفرازی ڈاکٹر صاحب موصوف کے لئے مبارکباد کی اور ہم ہندوستانیوں کے لئے فخر کا باعث ہے ہم اپنی سرکار کے اس قدردانی اور قدرافزائی کے شکرگزار ہیں۔ اور اپنے دوست ڈاکٹر صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کو اس سے بھی زیادہ سرفراز کرے۔ عروج دے۔ اور اُن کی عمر دراز کرے کہ وہ بہتوں کی فیضیابی کا باعث ہوں۔ اور خدا ہم میں سے ایسے ایسے بہت سے لوگوں کو برپا کرے کہ وہ آپ کے نقش قدم پر چلکر ایسے اعزاز حاصل کرنے کے قابل ہوں۔ اگر موقعہ ہوا تو پھر کسی وقت ڈاکٹر صاحب موصوف کے اوصاف حمیدہ اور چشم دید واقعات کا بیان کرونگا۔ جو اکثر احباب کے لئے مفید سبق ہوگا۔

کہانی

ایک عورت تھی۔ اُس کے پاس بہت سے بچے تھے۔ اور چونکہ یہ اُن کی ماں تھی یہ اُن سب کی طبیعت سے بخوبی واقف تھی اور محبت سے ہر روز ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق کھانا دیا کرتی تھی۔ مثلاً بڑے لڑکوں کو گوشت روٹی وغیرہ ان سے چھوٹوں کو چاول کھیر یا ساگودانہ وغیرہ اور سب سے چھوٹوں کو صرف دودھ۔ اس طرح سب بچے تندرست رہتے تھے۔ اور بہت جلدی بڑھتے جاتے تھے۔

یہی حال ہمارے آسمانی باپ کا ہے۔ اس کی محبت ماں کی محبت سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ خود کہتا ہے کہ ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے پر میں اپنے بندوں کو ہرگز نہیں بھولونگا۔ ہر روز وہ محبت سے روحانی اور جسمانی روٹی دیتا ہے۔ مگر شریر بچے اپنا کھانا تو کھاتے نہیں اُلٹا دوسروں کے کھانے پر نیت لگا چھوڑتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ نور افشاں میں میں نے ایک مضمون حقیقی عشق کے بارے میں دیا تھا۔ میں نے کسی کو سمجھانے کی کوشش نہیں کی میرا مطلب صرف یہ تھا کہ غزل الغزلیات میں مسیح کے بے انت پیار کا ذکر ہے۔ آپ لوگ دعا کریں تو خود خداوند آپ کو سمجھا دے گا۔ لیکن اب یہ ذمہ پادری واعظ صاحب اپنے اوپر لے لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہفتہ وار ایک ایک یا دو دو آیات کی تشریح کرا کرینگے، امید ہے کہ بہتوں کو اس سے فائدہ ہوگا۔ لیکن میں اپنے دودھ پینے والے بہن بھائیوں سے عرض کرتی ہوں کہ آپ یہ جان رکھیں کہ پادری واعظ صاحب ہمارے بزرگ بھائی ہیں۔ ان کا کھانا اور ہمارا کھانا ایک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ سب جو واعظ صاحب کے انتظار میں ہیں بے فائدہ ان کے مزہ دار کھانے پر جی نہ للچائیں۔ خدا اُن کی ضرورت کے موافق دیتا ہے۔ آپ کو میں یہ صلاح دیتی ہوں کہ ہر وقت یہ دعا کریں پیارے خداوند یسوع مسیح تو ہم سے آپ بول۔ تیری محبت کی ایک بات دنیا کی ساری فلاسفی سے بہتر ہے۔ تجھ سے باتیں کرنا نہایت ہی دلپسند ہے۔ اُے تو جو میرے دل کا پیارا ہے۔ اپنی آواز مجھے سنا کہ تیری آواز شیریں ہے۔ تیرا چہرہ دلپسند ہے۔" اُے خداوند فرما کہ تیرا بندہ سنتا ہے۔ اس حالت میں ہمارا حال بھی ایسا ہی ہونا چاہئے "میں سوتی ہوں پر میرا دل جاگتا ہے۔"

ہتھ کار ول تے دل یار ول۔

دنیا کی کاروبار تو ہاتھوں سے کرتے جائیں۔ مگر سارا دل اُسی کی طرف لگانا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ میرے محبوب کی آواز ہے کہ دروازے پر کھٹکھٹاتا ہے۔ میرے لئے کھول۔ میری بوا۔ میری جانی۔ میری کبوتر میری پاک اور پاکیزہ کہ میرا سر اس سے تر ہے اور میری زلفیں اُس کی بوندوں سے بھری ہیں۔ غزل ۵: ۲

میرے محبوب نے اپنا ہاتھ روشندان کی طرف سے بڑھایا۔ اور میرے دل و جگر میں اُس کی طرف جنبش ہوئی۔

میں اپنے محبوب کے لئے دروازہ کھولنے کو اُٹھی پر میرا محبوب پھر کے چلا گیا تھا۔ آہ یہ کیسا ہولناک وقت ہے۔ میں ہوش میں نہ تھی۔ جبکہ وہ مجھ سے بولا۔ میں نے اُسے ڈھونڈا پر نہ پایا۔ میں نے اُسے پکارا پر اُس نے مجھے جواب نہ دیا۔ اسی لئے خداوند یسوع مسیح خود کہتا ہے کہ جاگتے رہو اور دعا مانگو۔ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ ابن آدم کس وقت آپہنچیگا۔ (پریم دیوی)

الہ آباد یونیورسٹی کے مسیحی کامیاب طلبا

الہ آباد سے مسٹر ای بال صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہم مسیحیوں کے واسطے بڑی خوشی اور فخر کی بات ہے کہ ہمارے نوجوان مسیحی جنٹس اور لیڈیز اعلیٰ تعلیم میں سبقت لے جا رہے ہیں اور غیر مسیحی طلبا سے کسی بات میں کم نہیں ہیں۔ چنانچہ امسال الہ آباد یونیورسٹی کے ایل۔ ٹی (بی۔ ٹی) امتحان میں گورنمنٹ ٹریننگ کالج الہ آباد سے کل ۵۱ طلبا میں سے ۴۴ کامیاب ہوئے ان میں چار کرسچین جنٹس۔ اور پانچ کرسچن لیڈیز نے بھی امتحان دیا جنکا نتیجہ ذیل میں درج ہے۔

۱۔ مس ایم چیٹرجی۔ فرسٹ کلاس پریکٹیس
۲۔ مس ایس پاول
۳۔ مس اے سیک
۴۔ مس ایم۔ فوکس
۵۔ مسٹر ای۔ ڈی نوبل۔ ڈسٹنکشن مینوئل ٹریننگ میں
۶۔ مسٹر او۔ لوئیس ڈسٹنکشن مینوئل ٹرینگ میں
۷۔ جے۔ ڈی سنگھ " میتھمیٹکس میں۔
۸۔ ایس مارک " سائنس میں۔

ہمارے چاروں مسیحی جنٹس طلبا میں سے ہر ایک نے کسی نہ کسی مضمون میں ڈسٹنکشن پایا۔ اور مس چیٹرجی پریکٹیس اوف ٹیچنگ میں یونیورسٹی میں اول نکلیں ہیں ہم ان کل مسیحی طلبا کو اُن کی اس کامیابی کے واسطے تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور خدا کا شکر کرتے ہیں۔

کیلاش پربت

۲۴ اپریل کو ڈیرہ دون سے کیلاش کے لئے روانہ ہوا - اور دو ماہ کے بعد ۲۶ جون کو بفضل خدا بسلامت ڈیرہ دون پہونچا - اس سفر میں علاوہ مہرشی جی کی ملاقات کے جو بعینہ ویسے ہی ہیں جیسا کہ پہلے دو مرتبہ دیکھا تھا اور بھی بہت سے دلچسپ اور مفید حالات پیش آئے جو مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کئے جائینگے -

اپریل ۲۴ تک میں انتظاری میں رہا کہ دو صاحبان جو عرصہ سے ہمراہ جانے کی تیاری کر رہے تھے - تشریف لائیں - مگر ان کی طرف سے کوئی خبر تک بھی نہ ملی - آخر چار صاحبان تشریف لائے جن کی بابت خیال بھی نہ تھا - اور یہ بیچارے اس راستہ کی تکلیفات سے بالکل ناواقف تھے - شوق تو بہت تھا لیکن سامان اور ہمت کافی نہ تھی - دور دراز کا سفر یا تو پورے سامان کے ساتھ چلئے اور یا بالکل سادھوانہ حالت ہوتی - پر اس کے لئے بھی تو پیشتر ہی سے عادی ہونا لازم تھا - اور جو ان دو حالتوں میں سے کسی میں بھی نہ ہو تو اس کا ایسے دشوار گذار رستہ میں گذر ہونا مشکل ہے - چنانچہ جب ہم ڈیرہ دون سے روانہ ہوئے تو ایک صاحب تو دو میل کی چڑہائی چڑھکر ہی فیصلہ کر بیٹھے کہ میں تو اب نہیں جانے کا ہر چند ہمت افزائی کی - مگر بے سود - اور دوسرے صاحب کو منصوری پہونچا کر بخار چڑھ گیا - باقی رہ گئے دو - انہوں نے کچھ ہمت کی - اور دوسرے روز ہم تینوں منصوری سے روانہ ہوئے - وہ تو منصوری ہی میں رہ گئے - ہم منصوری سے سواخولی ہوتے ہوئے بھوونہ پہونچے - راستہ میں مناوی کرتے اچھے موقعے ملتے رہے - اور بارش بھی خوب ہوئی - بھیگتے ہوئے دھرمسالہ میں پہونچے - اس روز ہم نے صرف ۱۳ میل کا سفر کیا - اور تیسرے دن بھوونہ سے چھپیڈی - مرالا - لالوڑی میں آ میل سناتے ہوئے دھرانسو پہونچے - اس روز ۱۵ میل سفر کیا - یہاں پر پہونچکر میرے دونوں کو دست لگ گئے - یہ بیماری (ہل ڈائریا) ان کو جو پہلی دفعہ پہاڑ پر جاتے ہیں - اکثر ہو جاتی ہے - ایک کو تو بخار ہو گیا - اب ناامیدی نے صورت دکھائی جوں توں کر کے رات کاٹی - خدا نے رحم کیا کہ کوئی سخت بیمار نہیں ہوا - آفرین ہے اُن کی ہمت پر کہ دونوں صاحبان اپنے اپنے کمبل اور بستو کاندھے پر لادکے پھر چلدیئے - چوتھے روز ہم ڈھونڈا میں آتر کاشی کے قریب پہونچے - اس روز ہم صرف ۸ میل چلے - کیونکہ یہ دونوں ساتھی بہت تھک گئے تھے - اور رات کے وقت برف پڑ گئی - اتر کاشی سے گنگوتری کا راستہ بند ہو گیا - اور سخت سردی پڑنے لگی - اب ان صاحبان نے اندازہ لگا کر کہ آگے چلکر اور بھی زیادہ سردی اور برف ملیگی جس کا برداشت کرنا ممکن نہیں - اب یہ ٹھانی کہ واپس لوٹ چلیں - اور ان کے سبب سے مجھے بھی ٹیہری تک اُن کے ساتھ واپس آنا پڑا - بعد ازاں یہ دونوں ساتھی تو واپس منصوری تشریف لے گئے - اور میں اکیلا یہاں سے کیلاش کی طرف روانہ ہوا - اب کی دفعہ برف کے سبب سے میں گنگوتری ہو کے نہیں جا سکا - اگرچہ گنگوتری - لانگ اور ٹونگ ہو کر کیلاش کے لئے سیدھا راستہ تھا - مگر برف کی وجہ سے گڑھوال ہو کر جانا پڑا - ایک دوسرا راستہ کیلاش کے لئے ٹیہری سے سری نگر - رودر پریاگ - کرن پریاگ - نند پریاگ اور اور جوشی مٹ سے نیتی ہو کر جاتا ہے - اور نیتی سے ٹوڈا - ڈونگپو - گیانما - بارکھا اور داچین ہو کر پہونچتے ہیں دوسری مرتبہ میں اسی راستے سے گیا تھا - اور ایک تیسرا رستہ شملہ سے کوٹ گڑھ - رامپور - چینی - پو - شپکے - میانگ - باب - گیا بانگ - چپزنگ - ٹونگ - بوگو - تونگ - تیرتھا پوری - اور تیدی نو ہو کر جاتا ہے - لیکن یہ بہت لمبا راستہ ہے - اور ایک چوتھا راستہ ہے جو ان تینوں سے اچھا ہے - الموڑہ یا ریلوے سٹیشن ٹنک پور سے چمپاوت - لوہاگھاٹ - چھیڑا - جرنا - پتھورا گڈہ - کنال چھینا - اسکوٹ - بلوا کوٹ - دھارچولا - کھیلا - چو - اس - گالا گنجی - چھنگر - کالی ندی - گربیانگ - بودی وغیرہ ہو کر لیپو لیکھ پہاڑ عبور کرنا پڑتا ہے - جو کہ ۱۷۰۰۰ سترہ ہزار فٹ اونچا ہے - اس پہاڑ پر سے گذرنا بھی بڑی جان جوکھوں کا کام ہے - سر ہلکی دم پھولتا - اور سر میں درد شروع ہو جاتا ہے - اس کو عبور کر کے پھر کسیقدر آسان ہے - اور اترائی میں ایک خاص مقام تکلاکوٹ ہے - یہ خاص تبت میں ہے - یہاں بہت کچھ روک ٹوک ہوتی ہے تبتی حکام کی طرف سے - اور پھر یہاں سے اونشا وھور ایا لاک اور گرلاہو ہو کر جھیل مانسرور پہونچتے ہیں - اور پھر یہاں سے بارکھا اور داچین ہو کر کیلاش جا سکتے ہیں تکلاکوٹ ہندوستان کے میدان یعنے ٹنک پور سے قریباً ایک سو ستر میل ہے - اور کیلاش پربت قریباً ڈھائی سو میل ہے - یہاں تک تو میں نے راستے کا ذکر کیا اب خاص واقعات اور حالات بیان کرونگا -

۱ - میں ٹیہری سے روانہ ہو کر سری نگر پہونچا اس روز ۳۳ میل کا سفر کیا - شام کے وقت یہاں میلے میں بہت اچھی طرح سے لوگوں نے خدا کا کلام سنا - میں ٹیہری سے گنگوتری کے راستہ سے نہیں گیا - کیونکہ ریاست کی طرف سے پولیس کا انتظام ہے کہ گنگوتری سے آگے اس راستہ سے کسی کو نہ جانے دیں - راستہ بہت خطرناک ہے کئی ایک آدمی گئے اور پھر لوٹ کر واپس نہ آئے - برف میں دھنس کر مر گئے - اور بعض جان بوجھ کر برف



میں جا مرے۔ اس خیال و ایمان سے کہ جو کوئی اس تیر بن اور پوتر جگہ میں مریگا سو نجات پاویگا اور یوں ماترا اور اشنان کرتے ہوئے اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ پیارے ناظرین میں دست بستہ آپ کی خدمت میں ایک سوال کرتا ہوں ذرا غور فرمائے کہ ان بیچاروں نے تو ناحق کو حق سمجھ کر اپنی جان قربان کر دی لیکن آپ نے حق کو جان کر حق کے لئے کیا کیا ہے؟ کیا خود حق کو پاکر اوروں کو بھی راہ اور حق اور زندگی تک پہنچایا؟

میٹھی نیند سلا کر ہلاک کرنے والے پھول

کیلاش کو جاتے ہوئے بعض جگہ نہایت ہی خوبصورت اور خوشبودار پھول ملتے ہیں خصوصاً گھیال میں۔ لوگ اس کو محض بناوٹی بات خیال کرتے ہیں۔ میں ان سے صرف اتنی بات کہونگا کہ اپنے تنگ بلوں سے باہر نکلکر کتاب فطرت کا مطالعہ کیجئے۔ اور خلق خدا کے بیشما عجائبات کو دیکھئے وہاں آپ حقیقت میں حقیقت کو پائیں گے۔ اس پھول کو پہاڑی لوگ میٹھا کہتے ہیں۔ اجنبی مسافروں کو یہ پھول اپنی بھینی بھینی خوشبو سے ایسی میٹھی نیند سلا دیتے ہیں کہ مسافر پھر کبھی نہیں جاگتا۔ گر واقفکار لوگ ایک قسم کی بوٹی ساتھ لے کر ایسی جگہ کا سفر کرتے ہیں جس کے سونگھنے سے سلانے والے پھول کا اثر نہیں ہوتا۔ یہی حالت دنیا کی ہے۔ دھن۔ دولت عزت۔ رتبہ۔ عیش و عشرت وغیرہ تمام دنیاوی چیزیں اپنی ذات میں بری نہیں۔ بلکہ خدا کی بخشش ہیں مثل پھول کے۔ لیکن عالم بقا کے مسافر کو ایسی میٹھی نیند سلا دیتی ہیں کہ اسے عاقبت کا خیال ہی نہیں رہتا۔ البتہ اگر اس سلانے والے دنیا میں دعا کی عجیب بوٹی کو ہمیشہ استعمال کرتے رہیں تو بفضل خدا ضرور منزل مقصود کو پہونچیں گے۔ عزیز پڑھنے والے کیا آپ شب و روز اس بوٹی کو استعمال کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو آپ بڑے خطرہ میں ہیں۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے۔
حشر تک سوتا رہیگا خاک کے سایہ تلے

دیکھئے افسیوں ۵: ۱۴۔

آپ کا خادم۔ فقیر حقیر سندر سنگھ

درد انگیز عادت

دیکھ کیا مجھ میں کوئی درد انگیز عادت ہے کہ نہیں زبور ۱۳۹ آیت ۲۳ و ۲۴؎

فی زمانہ جسقدر شائستگی و تہذیب دنیا میں پائی جاتی ہے اس کا آغاز باعتبار علم و حکمت کے یونان سے ہوا۔ اسلام بھی اس سے بہرہ ور ہوئے۔ انگلستان کو بھی انہیں سے فیض پہونچا۔ ان میں بڑے بڑے دانا و مدبر اشخاص پیدا ہوئے۔

فلاسفروں کے دور میں اس امر پر بڑا غور و خوض کیا جاتا تھا کہ جو تعلیم ہم لوگوں کو دینا چاہتے ہیں اسکا اثر شاگردوں کی زندگی میں کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کی مشق کرانے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مسیحیوں میں بھی بہت کچھ خوبیاں پیدا ہو گئیں انسان شوق یا خوف سے تربیت پاتا ہے۔ تاہم حسب موقعہ اور حسب ضرورت تربیت ہوا کرتی ہے۔ اس میں بہتر طریقہ ہے کہ معلم زبان قال و زبان حال سے اپنا اثر اپنے شاگردوں پر ڈالے۔ جبکہ فلاسفروں اور داناؤں کا یہ طریقہ تھا تو کتنا زیادہ خدا کے لوگوں کو اس کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر ہماری زندگی سدھر نہیں سکتی۔ صرف زبانی جمع خرچ کا اثر تھوڑی دیر کے لئے ہوا کرتا ہے۔ علاوہ بریں اس میں نمائش کا احتمال و مکاری کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔ پر عملی زندگی کی تاثیر پر زور دیرپا اور زیادہ موثر ہوتی ہے۔ ایک شخص کسی مضمون کو بڑی خوبی سے تھوڑی دیر کے لئے بیان کر دیتا ہے پر عملاً آسانی سے اظہار نہیں کر سکتا۔ جو محض چند الفاظ پر اکتفا کر بیٹھے ہیں وہ گلہائے کاغذی اند گر بو نہ دہند۔ یا ایسے نقلی آنکھ کے ہیں جن میں بینائی نہیں۔ بڑا دانا و عقلمند انسان وہ ہے جو اپنے نقصوں سے واقف ہو۔ ہر طرح کی تکلیف و مصیبت بیماری غم والم دوستوں کی بے مروتی۔ عزیزوں کی لاپروائی ہمیں آگاہی دینے کے لئے ہیں کہ ضرور ہم میں کوئی عیب یا نقص ہے۔ یعقوب نے ایک مدت تک بیگانگی سے زندگی بسر کی مگر جب وہ واپس اپنے وطن کو آنے لگا اور عیساؤ کا سامنا ہوا اُسے اپنا فریب یاد آگیا کہ میں نے اپنے بھائی کا حق لے لیا تھا۔ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو کنوئیں میں ڈالا۔ پر جب ایک جا جمع ہوئے تو ان کو یاد آیا کہ ہم نے یوسف پر سختی کی تھی اُن کی تمیز انہیں ملزم کر رہی تھی۔ بیوہ عورت ایلیاہ سے کہتی ہے کہ کیا تو اس لئے آیا کہ میرے گناہ مجھ کو یاد دلائے۔ پطرس کو جب ساری رات شکار کرنے پر کچھ نہ ملا اور خداوند کے کہنے پر جال ڈالا اور بہت سی مچھلیاں آئیں تو یہ دیکھکر فوراً اپنی کمزوری محسوس کر کے کہنے لگا میرے پاس سے جا۔ اس دنیا میں ہم جیتے جاگتے ہیں خدا ہمیں مختلف طریقوں سے یہ موقعہ دیتا ہے کہ ہم اپنے تئیں آزمائیں اپنے آپ کو جانچیں؀

تاہم ہمارے جانچنے میں بھی چند نقص ہیں۔ اس لئے جانچنا مشکل ہے۔ فریسی و محصول لینے والے کی تمثیل میں ہم دیکھتے ہیں۔ فریسی اپنے پاسنگ والے ترازو میں اپنے آپ کو تولتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو اوروں سے بہتر سمجھتا۔ اپنا مقابلہ

خدا کی پاکیزگی سے نہیں۔ بلکہ اپنے ہمجنس کمزور انسان سے کر رہا تھا۔

اسی طرح بہتیرے اپنے کاموں اور خوبیوں پر نازاں ہو کر اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم ایسے یا ویسے نہیں۔ اور بہتوں سے بہتر ہیں۔ یہ کمزوری بڑے سے بڑے روحانی شخص میں بھی پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر ہوپ صاحب کی مثال ہے کہ سپاہی قلعہ کے باہر فتح پاتا ہے۔ پر قلعہ کے اندر مارا جاتا ہے بعض اپنی دینداری یا اعلیٰ پوزیشن کے زعم میں اوروں کو حقیر و ذلیل جانتے ہیں۔ کمزور و گنہگاروں گرے ہوؤں سے احتراز و اجتناب کرتے ہیں۔ بلکہ اس پرہیز کو اپنی پرہیزگاری و دینداری کی دلیل بناتے ہیں۔ ان میں یہی نقص نہیں کہ وہ اپنے آپ کو جانچ نہیں سکتے بلکہ اس سے زیادہ کہ وہ دوسروں کے جانچنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں اور سختی سے جانچتے ہیں۔ جب ناتن نبی داؤد کے پاس آیا اور بیان کیا کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو اپنی بھیڑوں کے ہوتے ہوئے دوسرے بیچارے کی جو ایک ہی بھیڑ رکھتا تھا جو اس کو بہت عزیز تھی چھین لی اور مہمان کو کھلا دیا۔ داؤد کہتا ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ پر جب کہا گیا کہ وہ تو ہی ہے تو غالباً گردن جھکالی ہوگی۔ داؤد کو رہنے دیجئے۔ کیا ہم رات دن اسی طرح نمونے نہیں دیا کرتے۔ کیا ہماری جانچ اکثر ایسی ہی نہیں ہوا کرتی؟ آہ خداوند یسوع کی جانچ۔ لوگ ایک بدکار عورت کو پکڑ لاتے ہیں عینی ثبوت دے رہے ہیں سنگسار کرنے پر آمادہ ہیں۔ جواب کے منتظر ہیں۔ جواب ملتا ہے کہ تم میں سے جو بے گناہ ہے وہ اسے پتھر مارے۔ اب اپنے دل ہی دل میں اپنے آپ کو جانچتے ہیں اور نادم ہو کر اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔ اور دوسروں کے جانچنے میں یہ نقص ہے کہ جو دوست ہیں وہ طرفداری کرتے ہیں۔ ہماری تعریفوں میں مبالغہ ہوتا ہے۔ دشمن ہماری خوبیوں کو عیب سمجھتا ہے اور زیادتی ہوتی ہے۔ اور وہ جو نہ دوست ہیں نہ دشمن۔ ان سے ہمیں پوری داد نہیں ملتی۔ نہ وہ ہماری تعریف کرتا نہ وہ مذمت بس ہمارا جانچنے والا خدا ہے جس کی ذات بے عیب ہے۔ اور کسوٹی اس کا کلام ہے روح پاک جو منور کنندہ ہے۔ وہی شخص اپنے نقص کو ڈھونڈنے کی فکر کریگا۔ جو کامل اور بے عیب ہوا چاہتا ہے بشپ والر صاحب جس زمانہ میں اردو سیکھتے تھے اپنے طالبا سے کہہ رکھا تھا کہ میں جتنے الفاظ غلط بولوں اس کو نوٹ کرتے جاؤ۔ فی لفظ میں ایک آنہ دونگا۔ یوں بتدریج غلطیاں کم ہونے لگیں۔ اور آپ نے اردو میں اچھی مہارت پیدا کر لی۔ ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ اور وہ ہمارے جسم کا معائنہ کرتا ہے اور ہمیں نقص بتاتا ہے۔ اور تب ہم اپنے علاج کی فکر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم تندرست ہونا چاہتے ہیں۔ عزیزو ہم خدا سے التجا کریں۔ داؤد کی طرح دعا مانگیں۔ اے خدا دیکھ مجھ میں کوئی **دردانگیز عادت ہے کہ نہیں؟** تب وہ ہمیں بتلائیگا۔ اور ہم روح کی مدد سے اس کو ترک کر سکیں گے۔ اور خدا کے مقبول ٹھہرینگے

الراقم:- جے۔ بی۔ ایل۔ از جبلپور۔

فیشن اور مذہب

حق و ناداری سخت ذلت ہے۔
اہل زر کی جہاں میں عزت ہے۔
زہد و تقوےٰ ہوا ہے خواب خیال
اب تو فیشن ہی دین دولت ہے۔

رسم دینداری اٹھ گئی کب کی
روش دہر ہے عجب ڈھب کی
اب وہ فکر مراقبہ نہ رہا کہ
لے لی فیشن نے جگہ مذہب کی

چرچ دیکھا و کلیسا دیکھی
مسجد و جائے شوالا دیکھی۔
سب میں دیکھا تو یہی فیشن ہے
اس سے خالی نہ کوئی جا دیکھی

واعظ بھی سنگار کرتا ہے
خرقہ پوشی سے عار کرتا ہے۔
چھوڑ ناقوس بھی برہمن نے
رہن فیشن زنار کرتا ہے۔

مشرق بہ تقلید مغرب

جگہ مذہب کی اب تو فیشن ہے۔
ہائے کیسا خیال فیشن ہے
کہ جو مشرق نے غرب کی تقلید
بادکش اپنا باد بیزن ہے۔

ڈور کا بوز جائے چوکھٹ ہے۔
اب تو تقاطی عین کھٹ پٹ ہے۔
دیش مغرب سے کرتا ہے بازی
طفل مشرق بھی کیسا نٹ کھٹ ہے

خداوند یسوع پہ ایمان لا کہ تو
اور تیرا گھرانا نجات پائے گا۔
زر کی دوستی ساری برائیوں کی جڑ ہے۔



ایک سوال کا جواب

(نامہ نگار صاحبان اپنی اپنی رائے کے خود ذمہ وار ہیں ایڈیٹر بری الذمہ ہے۔ ایڈیٹر)

کسر صلیب نمبر ۲ میں فرقہ احمدی (جس کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں) کی طرف سے چند مطالبات پادری جوالا سنگھ صاحب سے کئے گئے اور ان کے خیال میں وہ مطالبات ایسے زبردست ہیں کہ جن کے جوابات مسیحی علماء دے سکتے ہی نہیں۔ حالانکہ وہ سوالات ایسے ہیں کہ جنکا حل کرنا اس شخص کے نزدیک جو روزمرہ بائبل پڑھتا ہو بہت ہی آسان ہے۔ چونکہ پادری صاحب موصوف کہ جن کے مباحثہ سے لوگ گھبراتے ہوں یہ ناچیز وقتاً فوقتاً بشرط فرصت بتائید ایزدی مطالبات کو حل کر کے بذریعہ نور افشاں ہدیہ ناظرین کریگا۔

پہلا سوال۔ جب مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا تو صلیبی تکالیف کو جسم کے ذریعہ مسیح کی انسانی روح نے محسوس کیا یا الوہیت نے۔

(۱) **جواب**۔ جو اعتراضات مسیحی مذہب پر کئے جاتے ہیں۔ اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ معترض اُن کے گہرے اصولوں سے ناواقف اور پکی ومحکم بنیادوں سے بے خبر ہیں۔ اس لئے غلط فہمیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ہم مسیحی لوگ کتاب مقدس کے مطابق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مسیح جو کلمتہ اللہ اور ثالوث مقدس کا دوسرا اقنوم ہے اپنی الٰہی ذات اور رتبے ہی پاک قدرت کے وسیلے جسم اور نفس انسانی اختیار کیا۔ چنانچہ اس میں دو طبیعتیں پائی گئیں۔ ایک طبیعت الٰہی۔ دوم طبیعت انسانی۔ حقیقتاً جو متحد مگر منقسم ہیں اور باہم مخلوط نہیں پس طبیعت الٰہی پر کسی عرض مثلاً بھوک تکلیف رنج والم یا موت وغیرہ کا دخل نہیں ہے۔ ہاں البتہ انسانی طبیعت پر مذکورہ باتیں واقعہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ کلام مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسے باپ کے اکلوتے کا جلال فضل اور راستی سے معمور۔ پر خدا کا بیٹا جسم کے لحاظ سے داؤد کی نسل سے پیدا ہوا اور دکھ اٹھایا اور جسم میں مارا گیا۔ جیسے آگ کپڑے کو جلا دیتی ہے لیکن سونا جو اس میں ہو اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتی۔ اسی طرح موت کی تکالیف کی آگ نے صرف انسانی طبیعت پر اثر کیا۔ لیکن ہرگز ممکن نہیں کہ وہ الٰہی طبیعت پر اپنی کچھ تاثیر کرتی۔ کیونکہ مخلوق کی کیا تاب وطاقت کہ خالق کو ضرر پہونچائے ہاں بے شک طبیعت الٰہی اور طبیعت انسانی کے اتحاد کی کیفیت شخص واحد میں ہونا عقل انسانی کے ادراک سے بالاتر ہے۔ تاہم یہ بات امر محال نہیں اور نہ اس سے خداوند کی کاملیت میں کچھ نقص عاید ہو سکتا ہے۔ بلکہ صاحب عقل کے نزدیک اُس کی عظمت اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنی کمال بخشش اور مہربانی سے اپنی خلقت انسانی کو اپنا پیارا بیٹا عطا کیا جس کے ذریعہ سے اپنی اعلیٰ قدوسیت اور کاملیت کا اظہار کیا۔ اور اپنی اعلیٰ درجہ کی ملائمت اور رحم وفضل کی کثرت کو بھی پورے طور پر ظاہر کر دیا۔

غرضیکہ خداوند مسیح نے صلیبی تکالیف کو بحیثیت الوہیت ہرگز نہیں اٹھایا۔ بلکہ فقط انسانیت کی حیثیت سے۔ کیونکہ یہ امر بالکل محال ہے کہ الوہیت کو کسی قسم کا دکھ یا تکلیف پہونچے۔ اس لئے صلیب فقط طبیعت انسانی پر واقع ہوئی نہ الٰہی پر۔ چونکہ یہ ممکن نہیں کہ یہ بات باپ کے ارادے کے بغیر ہو۔ اس شخص کے واسطے کوئی محل اعتراض باقی نہیں رہتا۔ بلکہ جیسا کہ عہد عتیق کی پیشینگوئیوں میں یسعیاہ نبی کے ۵۳ باب سے معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً یہ خدا کا ارادہ اور مشیت تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے خون سے گنہگار انسان کا فدیہ دے تاکہ وہ اپنی بے پایاں رحمت اور لامحدود بخشش کو مخلوق پر ظاہر کرے۔ پس کلام مجسم ہوا اور جسم میں موت کا دکھ اٹھایا اور جس طرح ابراہیم نے خدا کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے کو قربانی کیلئے پیش کیا۔ اسی طرح الوہیت نے انسانیت کو جو اس کے ساتھ متحد تھی جہان کی طرف سے خدا کے سامنے بطور ذبیحہ اور قربانی کے گذران دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے وہ ہمیشگی کی زندگی پائے۔

(احقر عبدالحق مسیحی چرچ ادس اسٹیشن روڈ حیدرآباد دکن)

شریروں کی اصلاح

یہی اپنی اصلاح تعلیم اور الزام اور راستبازی میں ترقی کرنے کے واسطے ذیل کے شریروں کے نشانات پر غور کرو تاکہ متفرق آفات وانقلاب سے بچو۔ یرمیاہ ۳۶: ۳ و ۲ طمطاؤس ۳: ۱۶

۱۔ شریر شریروں کی راہ پر چلتا ہے۔ زبور ۱

۲۔ شریر شراب ودیگر قسم کے منشی اشیاء کے عادی ہوتے ہیں۔ یرمیاہ ۳۵ باب۔ افرتی ۵: ۱۱

۳۔ شریر بیگانی۔ ظلم۔ حرامکاری۔ بت پرستی لالچ کے عادی ہوتے ہیں۔ افرتی ۵: ۱۱

۴۔ شریر اپنوں اور خاصکر اپنے گھرانے کی فکر ودور اندیشی سے لاپرواہ ہوتے ہیں ۱ طمطاؤس ۵: ۸۔

۵۔ شریر بیوہ یتیموں کی مدد نہیں کرتے ہیں۔ اس واسطے تلوار سے مرتے ہیں۔ خروج ۲۲: ۲۲ سے ۲۴ یعقوب ۱: ۲۷ زبور ۹۴: ۶ (باقی دارد)

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۶ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کام مخلصانہ جات۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۳ء سے مدرسہ اور پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک معہ فیس عام طالب علم ۵ ماہوار اگر ایک خاندان سے ۲ ہوں للعہ ۳ ہوں للعہ وغیرہ اس کے علاوہ کتب ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول بنا میں ترکھان و لوہار کا کام وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جن کو کارخانہ سکول بورڈ یا اخراجات بھی دیا جاتا ہے۔ قیمت لعہ سے ماہ وار لعہ سے معہ رعایت بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ کمال عرصہ سے مسیحی لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور عمدہ بورڈنگ ہوس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض۔ عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برآں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور تعلیم یافتہ ہیں۔ سکول ہذا میں غیر مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں۔ علاوہ کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹرہ مسز محمد اسمٰعیل صاحبہ

چندہ سالانہ ۸ عہ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو کم ہوگا نی کاپی ہوگا۔ المشتہر پادری ایم وہیری ٹی ڈی منیجر لودیانہ پنجاب

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم و ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو اور پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجو منیجر پادری ایم ہیری صاحب لودیانہ پنجاب۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور علمی خبریں مسیحی ایڈیٹوں کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تخمینہ سالانہ ۱۲ سے لے کر عما روپیہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی ضلع پٹنہ سے طلب کر سکتے ہیں

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک	عہ

ہندوستان و پنجاب سے معہ ۔ ۔ ۔	ے

غیر ممالک سے ۔ ۔ ۔	۱۳ر ے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸ر	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	صہ
پورا کالم	عہ	صہ	ـہ
پورا صفحہ	ـہ	ضہ	۱ ـہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی اپنی رایوں کے ذمہ وار ہیں۔

## ضرورت	عہ

جناب حاذق الملک خانصاحب حکیم اجمل خاں کے طبیہ زنانہ ہسپتال دہلی میں ایک زنانہ کمپونڈر کی عہدہ کی جلد ضرورت ہے۔ اگر نرس کا کام بھی جانتی ہو تو بہت بہتر ہے۔ تنخواہ عہ سے عہ تک روپیہ ماہوار مکان رہائشی متعلق شفاخانہ ہوگا۔ درخواست بنام انچارج لیڈی ڈاکٹر صاحبہ زنانہ طبیہ ہسپتال دہلی آنی چاہئیں۔

## تیل واسطے زخم	۱۲/۱

یہ تیل ہر قسم کے زخم پھوڑا پھنسی داد چنبل خارش کھجلی کیلئے انسان ہو یا جانور یکساں فائدہ کرتا ہے مجرب ہے قیمت فی شیشی ایک اونس ۴ر دو اونس فی شیشی ۸ر

سرمہ واسطے درد چشم

ایک ہی دن میں فائدہ کرنے والا ہے قیمت ہے قیمت ایک تولہ عہ المشتہر ڈاکٹر اے۔ نیوٹن اوبڈ ایم۔ ڈاکخانہ لکھن پور ضلع سرگجہ۔ سی۔ پی۔

## ضرورت	۳/۲

ایک اینگلو ورنیکولر مدرسہ کے لئے ایک مسیحی ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے تنخواہ مبلغ یکصد روپیہ یا اس سے زیادہ حسب لیاقت دیجائے گی تمام درخواستیں معہ نقول سندات (جو واپس نہ کی جائیں گی) ذیل کے پتہ پر آئیں۔

چادریں ڈی بی ڈکسن مشن ہاؤس۔ الور۔ راجپوتانہ

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں کوشش کیجئے۔ اور قلمی امداد سے بھی فراموش نہ کیجئے۔

پادری اے ایم ہیری ٹی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام ذکی برادر چھپا